AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 6, Issue 1, June 2022, PP: 267-300
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام کی روشنی میں سورہ بقرہ کی آیاتِ احکام کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of Commanding Verses of Surah Al- Baqarah in the light of Rawa al-Bayān Tafsīr Āyāt ul Ahkām

Muhammad Shafeeq [1*], Muhammad Azhar Abbasi [2]
[1] *Assistant Professor, Green International University, Lahore, Pakistan*
[2] *Lecturer, Minhaj University, Lahore, Pakistan*

ABSTRACT

The commentary of the Qur'ān in which the rules of jurisprudence are deduced and derived directly from the verses of the Qur'ān is called "Tafsīr Fiqhi or Aḥkām ul Qur'ān." The verse from which any Sharī'ah rule is derived is called a commanding verse, and the verse from which no Sharī'ah rule is derived is called a non-ruling verse. Some people object that dividing the Qur'anic verses into "verses of rules and verses of non-rules" has caused irreparable damage to Islam, such as creating intellectual and mental stagnation in the Islamic world. The article aims to present a research-based study of commanding verses in Surah Al-Baqarah explained in the commentary (روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام) by Sheikh Muhammad Ali al-Ṣābōnī, a well-known contemporary scholar. A thorough research is presented after a brief description of commanding verses of the Qur'ān and an introduction of surah. Having read this article, the readers will know how much the commentators have worked on rulings of the Qur'ān and how greatly they have served the religion of Islam. Moreover, the article attempts to highlight the maturity and the new direction of research given to the minds of researchers through the commentaries on commanding verses.

Keywords: *Tafsīr Fiqhi, Aḥkām-ul- Qur'ān, Ali Al-Ṣābōnī, Commanding Verse, Surah Al-Baqarah.*

تمہید:

قرآن کریم تمام علوم وفنون کا مخزن و منبع اور متعدد مضامین و موضوعات پر مشتمل کتاب ہدایت ہے ۔اس کے مضامین و موضوعات میں سے ایک اہم ترین مضمون و موضوع اس کے احکام ہیں۔جو جابجا پورے قرآن میں موجود ہیں ۔ قرآن پاک کی تفسیر کا وہ موضوع جس میں قرآن کریم کی آیات سے براہ راست فقہی احکام کا استنباط و استخراج کیاجائے "تفسیر فقہی یا احکام القرآن " کہلاتا ہے گویا یہ قرآن حکیم کا اختصاصی اور قانونی مطالعہ(Legal study) ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے مختلف گوشوں سے متعلق الہی احکام و فرامین کا استنباط و استخراج کیا جاتا ہے ۔علمائے امت نے احکام کے اعتبار سے قرآن حکیم کی آیات کو دوحصوں " احکامی آیات اورغیر احکامی آیات" میں تقسیم کیا ہے ۔جس آیت سے کوئی حکم شرعی مستنبط ہو ،اسے احکامی آیت کہا جاتا ہے اور جس آیت سے کوئی حکم شرعی مستنبط نہیں ہوتا وہ غیر احکامی آیت کہلاتی ہے ۔ اسی تناظر میں بعض محققین نے احکام القرآن پر مبنی آیات کی تعداد پانچ سو بیان کی ہے اوراسی چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفسرین نے جہاں پورے قرآن کی تفاسیر لکھی ہیں وہیں احکام پر مبنی آیات جمع کر کے الگ سے تفسیری مجموعے بھی مرتب کئے ہیں چنانچہ احکام القرآن میں صرف انہی آیات کی تفسیر کی جاتی ہے جن سے کوئی شرعی حکم مستنبط ہوتا ہو جیسے امام ابوجعفر الطحاوی کی "احکام القرآن"، امام ابو بکر الجصاص کی "احکام القرآن "،قاضی ابو بکر ابن العربی کی" احکام القرآن "،ملا احمد جیون کی "التفسیرات الاحمدیہ"اور محمد علی صابونی کی "روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام "وغیرہا۔

احکام القرآن کے تحت کام کرنے والے مفسرین میں سے کسی نے بھی یہ دعوی نہیں کیا کہ آیات احکام کی تعداد صرف پانچ سو ہے ورنہ ہی ان میں سے کسی نے یہ کہاہے کہ جن آیات کو انہوں نے احکامی قرار دیاہے ان کے علاوہ باقی آیات غیر احکامی ہیں بلکہ احکام قرآن کے تحت کام کرنے والے مفسرین نے قرآن پاک کی جن آیات کو محکم قرار دیاہے ان آیات کی تعداد ہر ایک کے ہاں دوسرے مفسر سے مختلف ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتاہے کہ مذکورہ مفسرین اپنی بساط کے مطابق قرآن پاک میں غوطہ زن ہوکر چند سو آیات سے مسائل شرعیہ کا استنباط واستخراج کرسکے اور باقی آیات سے مسائل کا استنباط واستخراج بعد والوں کے ذمے نچوڑ گئے کیونکہ قرآن پاک کو اللہ تعالی نے زل ہی اس لیے فرمایاہے کہ اس سے مسائل کا استنباط واستخراج کرکے ان پر عمل کیا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:"ولا رطب ولا ابس إلا في كتاب مبين "سوای طرز فکر کی وجہ سے صدیوں سے ہر زمانے کے علماء، قرآن پاک سے اعتقادی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، قانونی اور شرعی نو پیش آمدہ مسائل کا استقباط واستخراج کرتے آرہے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک پیدا ہونے والے سائل کا استنباط واستخراج کرتے رہیں گے زیر نظر مقالہ اسی سلسلے کی ایک چھوٹی سی کاوش ہے جس میں معروف محقق علامہ محمد لی الصابونی کی تفسیر "روائع البيان في تفسير آيات الاحكام" کی سورہ بقرہ کی آیات احکام کا تحقیقی مطالعہ پیش کیاگیاہے تاکہ اس تحریر کی روشنی میں قارئین یہ جان سکیں کہ احکام القرآن کے تحت کام کرنے والے مفسرین نے دین اسلام کی کس قدر خدمت کی ہے اور اس طرز حقیق سے ذہنوں کو کس قدر بالیدگی اور تحقیق کی نئی جہت ملی ہے۔

علامہ صابونی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "روائع البيان في تفسير آيات الاحكام " میں سورہ فاتحہ،بقرة،آل عمران، النساء،المائدہ،الانفال،التوبة،الحج،لقمان،الاحزاب،سباء،ص،محمد،الحجرات،الواقعة،المجادلة،الممتحنة

الجمعة، الطلاق، المزمل مذکورہ بیس سورتوں کو موضوع تحقیق بناتے ہوئے بیس (20) آیات کو آیات احکام قرار دے کر بیس (20) عنوانات قائم کر کے تقریبا ایک صد (100) احکام شرعیہ کا استنباط واستخراج کیا ہے۔

سورہ بقرہ پر بحث کرتے ہوئے علامہ صابونی نے سورہ بقرہ کی انیس آیات کو محکم قرار دیا اور ان (19) انیس آیات کے تحت (19) انیس عنوانات قائم کیے اور پھر ہر آیت سے 23 مسائل کا استنباط واستخراج کیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔جادو کے بارے میں شریعت کا موقف:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ.........لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ [1]" پر بحث کرتے ہوئے علامہ صابونی نے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط واستخراج کیا ہے۔

1۔ جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ جادو برحق ہے اور اس کے انسانی زندگی پر اثرات ہوتے ہیں[2] اور اس کے ذریعہ شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالی جاسکتی ہے۔[3]

2۔ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ محض نظر کا فریب اور دھوکہ ہے یہ معتزلہ اور بعض اھل سنت کا موقف ہے۔

3۔ جادو کی تعلیم جائز ہے یہ امام رازی کی رائے ہے ۔[4] جبکہ جمہور علماء کے نزدیک جادو سیکھنا اور سیکھانا حرام ہے۔

4۔ امام ابو بکر جصاص نے کہا کہ جادو گر کے قتل کے بارے میں سلف کا اتفاق ہے اور بعض علماء نے اس کے کفر پر نص فرمائی ہے۔[5] جبکہ امام شافعی کے نزدیک جادو گر کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا البتہ قتل کیا جائے گا اور امام احمد بن حنبل نے کہا جادو گر کافر ہے البتہ اسے قتل کرنے کے بارے میں لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو اسے قتل کر دیں چاہیں تو چھوڑ دیں۔

5۔ توراۃ اللہ تعالی کی کتاب ہے جسے موسی علیہ السلام پر نازل کیا گیا اور قرآن نے اس کی تصدیق کی ہے۔[6]

6۔ یہود نے توراۃ کو پس پشت پھینک دیا اور اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا جس طرح کے ان کے بعد والوں نے قرآن کریم کو پس پشت پھینک دیا۔

7۔ سلیمان علیہ السلام اللہ کے نبی تھے وہ جادو گر اور ساحر نہیں تھے۔

8۔ شیاطین نے جادو کو لوگوں کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا اور لوگوں کو اس وہم میں مبتلا کر دیا کہ وہ غیب جانتے ہیں۔

9۔ اللہ تبارک وتعالی جس چیز سے چاہتا ہے اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔

10۔ جس نے قرآن کو جادو کے لیے استعمال کیا اس کے لیے اللہ کی رحمت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

12۔ آخرت میں جزاو سزا کا دارومدار ایمان باللہ اور خالص اللہ کے لیے کیے جانے والے اعمال پر ہے۔

2۔نسخ فی القرآن:۔

سورہ بقرہ کی آیت "مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ -----أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [7]" پر بحث کرتے ہوئے علامہ صابونی نے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط واستخراج کیا ہے۔

1۔ احکام کا نسخ بالاجماع جائز ہے۔

2۔ شریعت اسلامیہ نے بندوں کے مصالح کو پیش نظر رکھتے ہوئے بعض احکام کو منسوخ کیا ہے۔

3۔ اخبار و قصص میں نسخ نہیں ہوتا کیونکہ احکام حلال و حرام میں ہوتے ہیں۔

4۔ تمام احکام کا مرجع اللہ تبارک و تعالی کی ذات ہے جو اس نے اپنے بندوں کی بھلائی اور سعادت کے لیے مشروع کیے ہیں۔

5۔ اللہ عزو جل مالک الملک ہے پس اس کے حکم کو اطمنان قلب کے ساتھ ماننا واجب ہے۔

6۔ کسی مسلمان کے لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے نبی سے شرارت پر مبنی سوال کرے جیسا کہ یہود نے اپنے نبیوں سے کیا تھا۔

7۔ استقامت کے راستے سے فرار اور گمراہی کے پر چلنا شقاوت کا سبب ہے۔

3۔ نماز میں جہت قبلہ:۔

سورہ بقرہ کی آیت "سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ ------- فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ[8]" پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ مسائل کا استنباط و استخراج کیا گیا ہے۔

1۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز میں عین قبلہ کا سامنے ہونا واجب ہے جبکہ مالکیہ اور احناف کے نزدیک نماز میں جہت قبلہ کا سامنے ہونا واجب ہے۔

2۔ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک کعبہ کی چھت پر نماز جائز نہیں ہے جبکہ احناف کے نزدیک کعبہ کی چھت پر نماز مکروہ ہے۔

3۔ مالکیہ کے نزدیک نمازی اپنی نظر سامنے رکھے گا جبکہ جمہور علماء کے نزدیک نمازی کے لیے اپنی نگاہ کو سجدہ گاہ پر رکھنا مستحب ہے۔

4۔ تحویل قبلہ کے حوالہ سے یہودیوں کا اعتراض جہالت اور بیوقوفی پر مبنی ہے کیونکہ عقل سلیم اسے نہیں مانتی۔[9]

5۔ امت محمدیہ تمام امتوں سے افضل ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالی نے اسے تمام امتوں پر گواہ بنایا ہے۔

6۔ تحویل قبلہ لوگوں کے ایمان کا امتحان تھا تاکہ مومن صادق اور منافق فاجر میں فرق ہو جائے۔

7۔ ادب رسالت ﷺ مومنین کو تحویل قبلہ کے بارے میں سوال کرنے سے روکتا ہے۔

9۔ کعبہ مشرفہ ابو الانبیاء کا قبلہ ہے اور اللہ تعالی نے لوگوں کے دلوں اس پر جمع فرمادیا ہے۔

10۔ اھل کتاب جانتے ہیں کہ تحویل قبلہ حق ہے لیکن وہ مومنوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

4۔ صفا اور مروہ کی سعی:۔

سورہ بقرہ کی آیت "إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ[10]" پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط و استخراج کیا ہے۔

1۔ سعی بین الصفا و المروہ حج کا رکن ہے یہ حضرت عبداللہ بن عمر، جابر، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، امام احمد بن حنبل، شوافع اور مالکیہ کا مذھب ہے جبکہ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے نزدیک صفا و مروہ کی سعی واجب ہے رکن نہیں ہے اور جو نہ کر سکے اس پر دم واجب ہے اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ صفا و مروہ کی سعی سنت ہے۔[11]

5۔ کتمان علم:۔

سورہ بقرہ کی آیت "إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى ----وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ[12]" پر تبصرہ کرتے ہوئے

مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط واستخراج کیا ہے۔

یہود ونصاری نے لوگوں کو ایمان سے روکنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی صفات کو چھپایا۔[13] علم کا چھپانا امانت میں خیانت ہے جسے اللہ تعالی نے علماء کی گردنوں کا طوق بنادیا ہے۔ علم کی نشرواشاعت اور تبلیغ واجب ہے تاکہ تمام لوگوں کے لیے ھدایت عام ہو جائے۔ جس نے احکام شرع میں سے کسی حکم کو چھپایا وہ دائمی لعنت کا مستحق ہوا۔ صرف توبہ کافی نہیں بلکہ سیرت وکردار کی اصلاح بھی ضروری ہے۔

6۔ طیبات کا حلال اور خبائث کا حرام ہونا:۔

سورہ بقرہ کی آیت " يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ -------إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ-----[14]" پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ صابونی نے مندرجہ مسائل کا استنباط واستخراج کیا ہے۔

1۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آیت مردار کھانے سے منع کیے جانے میں محکم ہے جبکہ کھانے کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے مردار سے انتفاع حرام نہیں ہے اور قاضی ابو بکر جصاص نے کہا کہ یہ آیت مردار سے ہر طرح کا نفع اٹھانے کی حرمت کے بارے میں محکم ہے یعنی ان کے نزدیک اس آیت کی وجہ سے مردار کا کھانا بھی حرام ہے اور اس سے ہر طرح کا انتفاع بھی حرام ہے۔[15]

2۔ یہ آیت مردار، خون، خنزیر اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کی حرمت کے بارے میں محکم ہے جبکہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ یہ آیت مادہ جانور کو ذبح کیے جانے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلنے کی حرمت کے بارے میں بھی محکم ہے۔

3۔ امام شافعی، قاضی ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک مادہ جانور کو ذبح کیے جانے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ اس کی ماں کی ذکاۃ اس کی ذکاۃ ہے جبکہ امام مالک کے نزدیک اگر بچے کی خلقت مکمل ہو اور اس کے بال اگے ہوئے ہوں تو پھر اس کا کھانا حلال ہے ورنہ حلال نہیں ہے۔

4۔ علامہ صابونی نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت خون کے نجس ہونے پر محکم ہے لھذا نہ تو خون کھانا جائز ہے اور نہ ہی اسے کسی دوسرے مقصد میں استعمال کرنا جائز ہے اور اصحاب الظواہر نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ خنزیر کی چربی کا استعمال جائز ہے اور جمہور علماء نے کہا کہ خنزیر کی چربی کا استعمال حرام ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے کہا کہ خنزیر کے بالوں سے ہار بنانا جائز نہیں ہے۔ امام شافعی نے کہا کہ خنزیر کے بالوں سے انتفاع حرام ہے۔ قاضی ابو یوسف نے کہا کہ خنزیر کے بالوں کی مالا کا استعمال مکروہ ہے۔

5۔ علامہ قرطبی مالکی نے کہا کہ خنزیر کے بالوں کے علاوہ تمام چیزوں کی حرمت کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام مالک نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے حرمت اٹھ جاتی ہے اور حرام چیز بھی مباح ہو جاتی ہے۔ جمہور علماء نے کہا کہ ضرورت کے وقت مردار کے استعمال کی اباحت بقدر ضرورت ہوتی ہے۔

7۔ قصاص:۔

سورہ بقرہ کی آیت " يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ-----[16]" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت مندرج مسائل کے لیے محکم ہے۔

1۔ جمہور مالکیہ، شوافع اور حنابلہ نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی

مسلمان کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ احناف نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا اور مسلمان کو ذمی کے بدلے قتل کیا جائے گا۔[17] جمہور علماء نے کہا کہ بچے کے بدلے والد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔[18] جبکہ امام مالک نے کہا کہ اگر باپ نے بیٹے کو جان بوجھ کر قتل کیا تو پھر باپ کو بیٹے کے بدلے قتل کیا جائے گا۔

2۔ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ نے کہا کہ اگر جماعت نے ایک شخص کو قتل کیا تو اس کے بدلے میں پوری جماعت کو قتل کیا جائے گا۔ اصحاب ظاہر یہ اور ایک قول کے مطابق امام احمد نے کہا کہ ایک کے بدلے میں جماعت کو قتل نہیں کیا جائے گا۔[19]

8۔ماہ رمضان کے روزہ کی فرضیت:۔

سورہ بقرہ کی آیت "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ------[20]" سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیات مندرجہ مسائل کے بارے میں محکم ہیں۔

ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ مسافر اور مریض کے لیے حالت سفر اور حالت بیماری میں ماہ رمضان کا روزہ چھوڑنا مباح ہے البتہ بعد میں قضاء کرے گا۔[21] حاملہ اور مرضعہ کو اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اسے روزہ چھوڑنے کا اختیار ہے البتہ امام اعظم ابو حنیفہ نے کہا کہ بعد میں صرف روزے کی قضاء کرے گی جبکہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے کہا روزوں کی قضاء کے ساتھ فدیہ بھی دے گی۔[22] احناف، مالکیہ اور حنابلہ نے کہا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ ایک ملک میں کسی بھی جگہ چاند نظر آ گیا تو پورے ملک پر روزہ رکھنا واجب ہو جائے گا۔ امام شافعی نے کہا اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا اور جس علاقے میں چاند نظر آیا اسی علاقے کے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض ہو گا۔[23]

9۔اعتکاف:۔

سورہ بقرہ کی آیت " أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ------------------لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ[24]" سے استدلال کرتے ہوئے کہا یہ آیت مندرجہ مسائل کے بارے میں محکم ہے۔

جنبی کے لیے حالت جنابت میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ روزہ کا وقت صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک ہے۔ اگر کسی نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے سحری کھالی یا یہ گمان کرتے ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا ہے روزہ افطار کر لیا تو جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کا روزہ صحیح نہیں ہے اور اس پر قضاء واجب ہے۔[25] مذکورہ بالا آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ اعتکاف کے لیے مسجد کا ہونا شرط ہے پھر بعض علماء نے کہا کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ صرف تین مساجد یعنی مسجد حرام، مسجد اقصی اور مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کرنا جائز ہے اس کے علاوہ کسی دوسری مسجد نکاح کرنا جائز نہیں ہے جبکہ بعض علماء نے کہا کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ صرف ایسی مسجد اعتکاف کیا جائے جس میں پانچ وقت نماز باجماعت ہوتی ہو اور جمہور علماء نے کہا کہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے۔[26] احناف کے نزدیک اعتکاف کی کم سے کم مدت ایک دن ہے۔ امام مالک کے ایک قول کے مطابق اعتکاف کی کم سے کم مدت دس دن ہے۔ امام شافعی کے نزدیک ایک گھڑی اور ایک لمحہ کا بھی اعتکاف ہو سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے اور امام احمد بن حنبل کے ایک قول کے مطابق اور امام شافعی کے نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔ جمہور علماء اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اور قول کے مطابق امام احمد بن کے

نزدیک اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے۔[27]

10۔اسلام میں قتال کی مشروعیت:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَقَاتِلُواْ فِي سَبِيلِ الله الذين يُقَاتِلُونَكُمْ۔۔۔۔۔[28]" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ربیع بن انس کی روایت کے مطابق یہ آیت اس بارے میں محکم ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمانوں کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی اجادت دے دی گئی جو ان سے جنگ کریں اور یہ جنگ کی اجازت دیئے جانے کے بارے میں پہلی آیت ہے اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت سعید بن جبیر کی روایت کے مطابق "أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُواْ وَإِنَّ الله على نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ[29]" کی آیت جنگ کی اجازت دئے جانے کے بارے میں پہلی آیت ہے۔اور سورہ بقرہ کی آیت " وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم-----[30]" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں محکم ہے۔

1۔ ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت نہیں تھی۔حرم میں قتال حرام ہے مگر جب مشرکین قتال میں پہل کریں تو مسلمانوں کے لیے دفاع کرنا جائز ہے تاکہ ظلم و زیادتی کا خاتمہ کیا جاسکے۔[31]

11۔حج اور عمرہ:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ-[32]" پر تبصرہ کرتے ہوئے مندرجہ مسائل کا استنباط واستخراج کیا گیا ہے۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک حج کی طرح عمرہ بھی واجب ہے۔مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک عمرہ سنت ہے۔مالکیہ، شوافع اور حنابلہ نے کہا کہ احصار صرف دشمن کے وجہ سے جائز ہے۔احناف نے کہا کہ دشمن، مرض، خوف، نفقہ کا ختم ہو جانا، سواری کا گم ہو جانا اور راستے میں محرم کا فوت ہو جانا وغیرہ ہر قسم کا احصار معتبر ہے۔محصر کے لیے کم از کم بکری کا بطور ھدی ذبح کرنا واجب ہے۔شوافع، حنابلہ اور مالکیہ نے کہا کہ ھدی کو حل و حرم میں سے کسی بھی جگہ ذبح کیا جاسکتا ہے جبکہ احناف نے کہا کہ ھدی کو صرف حرم میں ذبح کرنا جائز ہے حرم سے باہر ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔[33]

12۔محترم مہینوں میں قتال:

سورہ بقرہ کی "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ [34]۔۔۔" پر بحث کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط کیا ہے۔

1۔ علامہ صابونی نے کہا کہ یہ آیت محترم مہینوں میں قتال کی حرمت پر دلیل ہے جبکہ مفسرین کے مابین اس آیت کے بارے میں اختلاف ہے۔عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ میں اس پر قسم کھاتا ہوں یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔یعنی حضرت عطاء کے نزدیک یہ آیت محترم مہینوں میں قتال کی حرمت پر محکم ہے جبکہ جمہور کے نزدیک یہ آیت سورہ التوبہ کی آیت "فاقتلوا المشركين حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ" سے منسوخ ہے۔یعنی جمہور کے نزدیک یہ آیت محترم مہینوں میں قتال کی حرمت پر محکم نہیں ہے۔

2۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ یہ آیت مرتد ہوتے ہی اعمال کے ضائع ہو جانے پر محکم ہے اور امام شافعی نے کہا یہ آیت مرتد کے حالت کفر میں فوت ہونے پر اعمال کے ضائع ہونے پر محکم ہے۔[35]

13۔ جوا اور شراب کی حرمت:۔

سورہ بقرہ کی آیت "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ[36]۔۔۔۔۔۔" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت سے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا کہ یہ آیت شراب کی حرمت پر دلیل ہے جبکہ جمہور علماء نے کہا کہ یہ آیت شراب کی حرمت پر دلیل نہیں ہے بلکہ اس آیت میں شراب کی مذمت بیان کی گئی ہے اور یہ آیت سورہ المائدہ آیت 90 سے منسوخ ہے۔ جوا حرام ہے اور اس کی حرمت پر یہ آیت دلیل ہے۔[37]

14۔ مشرکہ سے نکاح:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ[38]۔۔۔" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت جمہور علماء کے نزدیک مشرکہ عورتوں سے نکاح کی حرمت پر محکم ہے جبکہ کتابیہ عورت سے نکاح جائز ہے اور جمہور کے موقف کے برعکس حضرت عبد اللہ بن عمر کا موقف یہ ہے کہ کتابیہ عورت سے نکاح حرام ہے اور ان کی دلیل بھی یہی آیت ہے۔[39]

15۔ حیض:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ[40]۔۔۔۔۔۔۔۔" پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت مندرجہ مسائل کے بارے میں محکم ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کے نزدیک حالت حیض میں عورت کے تمام بدن سے اعتزال واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ناف سے لیکر گھٹنوں تک کے حصے سے اعتزال واجب ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صرف شرم گاہ سے اعتزال واجب ہے۔[41] امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے۔ امام مالک کے نزدیک حیض کی نہ تو کم سے کم کوئی مدت ہے اور نہ ہی زیادہ سے زیادہ کوئی مدت مقرر ہے بلکہ یہ ہر عورت کی عادت کے مطابق ہے۔ حالت حیض میں عورت کے لیے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، طواف کرنا، مسجد میں داخل ہونا، قرآن پاک کو چھونا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور شوہر کے لیے وطی کرنا حرام ہے۔[42]

16۔ قسم کھانے کی ممانعت:۔

سورہ بقرہ کی آیت "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ[43]۔۔۔۔" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت جھوٹی قسم کھانے سے منع کیے جانے کے بارے میں محکم ہے اور سورہ بقرہ کی آیت "لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ[44] ۔۔۔۔" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت ایلاء کے بارے میں محکم ہے اور اس بارے میں امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ ایلاء کی مدت پوری ہوتے ہی عورت بائنہ ہو جائے گی۔ جبکہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ مدت پوری ہونے پر عورت مطلقہ نہیں ہو گی بلکہ مدت پوری ہونے پر شوہر کو کہا جائے گا کہ وہ رجوع کر کے قسم کا کفارہ دے یا طلاق دے۔[45]

17۔ عدت کے مسائل:۔

علامہ صابونی نے عدت کے مسائل کا مندرجہ ذیل آیات سے استنباط کیا ہے۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ[46]-----" پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ یہ آیت مدخول بہا مطلقہ حائضہ کی عدت کی مدت کے بارے میں محکم ہے۔ غیر مدخول بہا پر کسی قسم کی عدت نہ ہونے کے بارے میں یہ آیت محکم ہے "ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا[47]" حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جس کی دلیل "وَأُوْلَاتُ الأحمال أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ[48]" ہے۔ ایسی عورت جسے سن یاس کی عمر کو پہنچنے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے جس کی دلیل "واللائي يَئِسْنَ مِنَ المحيض مِن نِّسَآئِكُمْ إِنِ ارتبتم فَعِدَّتُهُنَّ ثَلاَثَةُ أَشْهُرٍ واللائي لَمْ يَحِضْنَ[49]" ہے۔ ایسی حاملہ جس کا شوہر دوران حمل فوت ہو جائے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ بیوہ غیر حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل آیت ہے "وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا---[50]"

18۔ طلاق:۔

سورہ بقرہ کی آیت "الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ[51]--" سے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔

حجاج بن ارطاۃ اور رافضیوں کے نزدیک طلاق کی مشروعیت دو مرتبہ ہے دو سے زیادہ مرتبہ طلاق دینا غیر مشروع ہے۔ حضرت ابن عباس، مجاھد اور مالکیہ کے نزدیک دو طلاقیں دینا مسنون ہے تیسری طلاق دینا مکروہ ہے۔ قتادہ، عروہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ دو طلاق دے کر رجوع کیا جا سکتا ہے دو سے زائد دفعہ طلاق دینے کے بعد رجوع نہیں کیا جا سکتا۔[52] جمہور فقہاء کے نزدیک شوہر کا بیوی سے طلاق کے بدلے اضافی مال لینا جائز ہے۔ جمہور کی دلیل مندرجہ ذیل آیت ہے۔ "فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افتدت بِهِ[53]"۔ امام شعبی، زہری اور امام الحسن بصری کا موقف یہ ہے کہ شوہر کا بیوی سے طلاق کے بدلے اضافی مال لینا جائز نہیں ہے۔

حلالہ کے مسائل:۔

سورہ بقرہ کی آیت "فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حتى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ[54]--" سے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط کیا ہے

۔

مطلقہ ثلاثہ تحلیل شرعی کے بغیر پہلے شوہر پر حلال نہیں ہوتی۔ جمہور علماء اور ائمہ و مجتھدین کے نزدیک تحلیل شرعی کے لیے وطی شرط ہے۔ امام سفیان ثوری، امام ملک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا موقف یہ ہے کہ تحلیل شرعی کی غرض سے کیا گیا نکاح باطل ہے اور عورت تحلیل شرعی کی غرض سے کیے گئے نکاح سے پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو گی۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور بعض شوافع کا موقف یہ ہے کہ تحلیل شرعی مکروہ ہے باطل نہیں ہے۔[55]

19۔ رضاعت کے مسائل:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ----" مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔

مجاہد، ضحاک اور سدی کا قول یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں مذکور لفظ "الْوَالِدَاتُ" مطلقہ عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ لفظ "الوالدات" ان عورتوں کے لیے خاص ہے جو نکاح میں ہوں۔ مذکورہ بالا آیت کی وجہ سے امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ عورت

جب اپنے بچے کے باپ کے نکاح میں ہو تو اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے اور جب اس کے بچے کے باپ نے اسے طلاق دے دی تو اب اس پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں ہے۔ جمہور فقہاء نے کہا کہ عورت پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔[56] امام مالک، امام شافعی اور احمد بن حنبل کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے۔ دودھ پلوانے کا نفقہ شوہر پر واجب ہے اور یہ نفقہ بقدر وسعت ہو گا۔ بچے کا نفقہ باپ پر واجب ہے۔

20۔ پیغام نکاح اور مہر کا بیان:۔

سورہ بقرہ کی آیت "وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ۔۔"[57] سے مندرجہ ذیل مسائل کا استنباط کیا گیا ہے۔

جو عورت عدت وفات یا طلاق بائن کی عدت گزار رہی ہو اسے اشارہ کنایہ سے پیغام نکاح بھیجنا جائز ہے۔ جو عورت عدت میں ہو اس سے نکاح حرام ہے عام ازیں کہ وہ عدت وفات میں ہو یا عدت طلاق میں ہو۔ ہر ایسی مطلقہ کے لیے متعہ واجب ہے جس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو۔ غیر مدخول بہا کو اگر طلاق دینا ضروری ہو تو طلاق دینا جائز ہے۔ غیر مدخول بھا مطلقہ کے لیے نصف مہر ہو گا اگر بوقت نکاح مہر مقرر کیا گیا ہو۔

21۔ سود کا بیان:۔

سورہ بقرہ کی آیت "الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي۔۔۔۔۔"[58] سے مستنبط شدہ مسائل۔

سود ایک سنگین سماجی اور مذہبی جرم ہے۔ سود ایک بڑا گناہ ہے جو سود خور کو آگ کے عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ قلیل و کثیر سود حرمت میں برابر ہے۔ ایسی حدود شرعی سے اجتناب مومن پر واجب ہے جس کو اللہ نے اس پر حرام قرار دے دیا ہے۔ وہ ہتھیار جو مسلمان کو گناہوں سے بچاتا ہے وہ تقویٰ ہے۔[59]

خلاصہ کلام:

محمد علي الصابوني کی تفسیر روائع البیان فی تفسیر آیات الأحکام ایک فقہی طرزِ تفسیر کا بے نظیر نمونہ ہے، **محمد علي الصابوني** نے اس تفسیر کو محض آیاتِ احکام کی تفسیر کرنے تک ہی محدود رکھا ہے۔ سورہ بقرہ پر بحث کرتے ہوئے علامہ صابونی نے سورہ بقرہ کی انیس آیات کو محکم قرار دیا اور ان (19) انیس آیات کے تحت (19) انیس عنوانات قائم کیے اور پھر ہر آیت سے 23 مسائل کا استنباط واستخراج کیا سورۃ بقرۃ کی تفسیر میں جن امور کا خیال رکھا ان میں تفسیر القرآن بالقرآن، قرآن سے لغوی معنی پر استشہاد، تفسیر موضوعی کا اہتمام، تفسیر بالماثور کا اہتمام، اقوالِ سلف میں ترجیح وتفصیل، بعض مقامات پر اقوال کی جمع، اخبارِ آحاد کا ذکر، بوقتِ ضرورت حدیثِ رسول سے قولِ صحابی یا تابعی کی طرف عدول، تفسیر بالرائے اور لغوی استشہاد سے کام لینا شامل ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1] القرآن2: 101-102۔

Al Qur'ān 2:101-102.

[2] محمد علي الصابوني، روائع البيان فی تفسير آيات الأحكام،(دمشق: مكتبة الغزالي،1980ء)،ج1،ص77۔

Muhammad 'Ali al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān fi tafsir āyat ul aḥkām***, (Damascus: Maktabah Al-Ghazāli, 1980), vol. 1, p. 77.

[3] ایضاً ص86۔

Ibid. p. 86.

[4] ایضاً ص83۔

Ibid. p. 83.

[5] ایضاً ص85۔

Ibid. p. 85.

[6] ایضاً ص86۔

Ibid. p. 86.

[7] القرآن2: 106۔

Al Qur'ān 2: 106.

[8] القرآن2: 142۔

Al Qur'ān 2: 142.

[9] الصابوني، روائع البيان،ج1،ص129۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān***, vol. 1, p. 129.

[10] القرآن2: 185۔

Al Qur'ān 2 :185.

[11] الصابوني، روائع البيان، ج1،ص139۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān***, vol. 1, p. 139.

[12] البقرة:159۔

Al Qur'ān 2 :159.

[13] الصابوني، روائع البيان،ج1،ص152۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān***, vol. 1, p. 152.

[14] القرآن2: 172۔173۔

Al Qur'ān 2 :172-173.

[15] الصابوني، روائع البيان،ج1،ص160۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān***, vol. 1, p. 160.

[16] القرآن2: 178۔179۔

Al Qur'ān 2 :178-179.

[17]الصابوني، روائع البيان، ج1،ص174۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 174.

[18]ایضاص180۔

Ibid. vol. 1, p. 180.

[19]ایضاص181۔

Ibid. vol. 1, p. 181.

[20]القرآن2: 185۔183۔

Al Qur'ān 2 :183-185.

[21]الصابوني، روائع البيان فی تفسير آيات الأحكام،ج1،ص201۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 201.

[22]ایضاص209۔

Ibid. vol. 1, p. 209.

[23]ایضاص211۔

Ibid. vol. 1, p. 211.

[24]القرآن2: 187۔

Al Qur'ān 2 :187.

[25]الصابوني، روائع البيان،ج1،ص212۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 212.

[26]ایضاص214۔

Ibid. vol. 1, p. 214.

[27]ایضاص215۔

Ibid. vol. 1, p.215.

[28]القرآن2: 187۔

Al Qur'ān 2 :190.

[29]القرآن22: 39۔

Al Qur'ān 22 :39.

[30]القرآن2: 191۔

Al Qur'ān 2 :191.

[31]الصابوني، روائع البيان،ج1،ص231۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 231.

[32] القرآن2: 196۔

Al Qur'ān 2 :196.

[33]الصابوني، روائع البيان،ج1،ص250۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 250.

[34]القرآن2: 217۔

Al Qur'ān 2 :217.

[35]الصابوني، روائع البیان،ج1،ص264۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 264.

[36]القرآن2: 219۔

Al Qur'ān 2 :219.

[37]الصابوني، روائع البیان، ج1،ص279۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān*** , vol. 1, p. 279.

[38]القرآن2: 221۔

Al Qur'ān 2 :221.

[39]الصابوني، روائع البیان،ج1،ص287۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 287.

[40]القرآن2: 222۔

Al Qur'ān 2 :222.

[41]الصابوني، روائع البیان، ج1،ص298۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 298.

[42]ایضاص300۔

Ibid. vol. 1, p. 229.

[43] القرآن2: 225۔

Al Qur'ān 2 :225.

[44] القرآن2: 226۔

Al Qur'ān 2 :226.

[45]الصابوني، روائع البیان،ج1،ص333۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 333.

[46] القرآن2: 228۔

Al Qur'ān 2 :228.

[47] القرآن33: 49۔

Al Qur'ān 33 :49.

[48]القرآن65: 4۔

Al Qur'ān 65 :4.

[49] القرآن65: 4۔

Al Qur'ān 65 :4.

[50]القرآن2: 234۔

Al Qur'ān 2 :234.

[51]القرآن1: 239۔

Al Qur'ān 2 :239.

[52]الصابوني، روائع البيان، ج1،ص337۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 337.

[53]ایضاص229۔

Ibid. vol. 1, p. 229.

[54]ایضاص230۔

Ibid. vol. 1, p. 230.

[55]الصابوني، روائع البيان،ج1،ص340۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 340.

[56]ایضاص352-353۔

Ibid. vol. 1, p. 352-353.

[57] القرآن2: 235۔

Al Qur'ān 2 :235.

[58] القرآن2: 275۔

Al Qur'ān 2 :275.

[59]الصابوني، روائع البيان،ج1،ص394۔

Al-Ṣābōnī, ***Rawa'i ul bayān,*** vol. 1, p. 77.